گاؤں ہی میں رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ فارغ اوقات میں دینی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

<u>وفات</u> | ابھی آپ نے عالمِ شیخوخت میں قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ عین عالمِ شباب میں پیکِ اجل آپہنچا۔ اور مختصر علالت کے بعد (اگرچہ آپ ابتداء ہی سے مریض الطبع تھے) مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو عید الفطر کی صبح آپ کی روح ارواحِ قدسیین سے جاملی۔

آپ کی اس ناگہانی موت پر آنکھ اشک بار تھی۔ کیونکہ یہ موت ایک ثقہ عالمِ دین۔ ایک جواں سال ادیب وقت کی موت تھی۔ اور وہ بھی عید الفطر کے دن۔ اس الم ناک موت نے عید کی خوشی کو غموں کے بیکراں سمندر میں ڈبو دیا۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ نے پڑھائی۔ بچوں بوڑھوں اور عوام و خواص کی کثیر تعداد نے اس مردِ درویش کے جنازہ و تدفین میں شرکت کی۔ اور یوں ایک انجمن ایک مکتبِ علم اور دبستانِ ادب شہرِ خموشاں کے مکینوں میں شامل ہوگئے۔

<u>سیرت و کردار کی جھلکیاں</u> | جسمانی لحاظ سے آپ کمزور اور نحیف و نزار تھے۔ لیکن درحقیقت آپ مروت و خودداری ذہانت و فطانت فہم و فکر۔ علم و عمل۔ حق گوئی و بے باکی۔ شرافت و حق شناسی کے پیکر اور اس کے ساتھ ساتھ اخلاق و بلند حوصلگی تہذیب و شائستگی اور وسعتِ قلب و نظر جیسی صفات کے بہترین شاہکار تھے۔ کسی بھی موقع پر حق گوئی اور خودداری کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ بڑے بڑے نوابوں اور خان زادوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ مداہنت و چاپلوسی سے کوسوں دور۔ وہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کا رفیق — یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اور کبھی بھی سوچتا ہوں تو علامہ مرحوم کے ان اشعار کے پس منظر میں آپ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے ؎

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی — کھلتے ہیں فقیروں پہ یہ اسرارِ شہنشاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ — ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی — جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آپ کی ذہانت کے بارے میں میرے والد صاحب مرحوم (مولانا عبدالحلیم صاحب) نے فرمایا تھا کہ کافی مدت سے آپ سکول سے وابستہ تھے تو بطور امتحان میں نے ایک منطقی مغلق مسئلہ چھیڑ دیا۔ کہ آیا اس نے جو کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے اسے بھول گیا ہے یا حافظہ میں محفوظ ہے۔ جب میں نے ان کے سامنے وہ مشکل مقام اور مغلق مسئلہ چھیڑ دیا تو انہوں نے اس پر ایسی عمیق بحث کی کہ میں حیران رہ گیا۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ شہادت کتنی وزنی اور کتنا وثیق ہے۔

الغرض وہ ان تمام صفاتِ حمیدہ سے متصف تھے جو کسی اہم علمی شخصیت کے لئے ضروری ہوتی ہیں (جاری ہے)

ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی
شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف میڈوگوری۔ نائیجیریا

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر ابن محمد التمیمی المازری، پانچویں صدی ہجری کے جید افریقی عالم اور محدث کبیر ہیں۔ سسلی کے مشہور شہر مازرہ(۱) سے نسبت کی بنا پر " المازری" کہلاتے ہیں۔ آپ کی مہارت علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم اسلامیہ کے ہر فن میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو " امام " کا لقب دیا گیا۔

ابتدائی زندگی: آپ کی ولادت کے بارے میں صحیح معلومات دستیاب نہیں کہ سسلی میں پیدا ہوئے یا افریقہ کے کسی اور علاقے میں۔ کتب تاریخ اس بارے میں خاموش ہیں۔ مورخین، مؤلفین، تراجم اور اصحاب طبقات نے اس بارے میں بہت کم مواد فراہم کیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ آپ تیونس کے ساحلی شہروں المہدیہ، قیروان وغیرہ کسی ایک مقام پر ۴۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد بزرگوار محمد بن علی سسلی میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی بنا پر وہاں سے ہجرت کر چکے تھے اس زمانے میں سسلی سے ہجرت کا عام رجحان تھا۔ اور بے شمار مسلمان وہاں سے قریبی افریقی ممالک میں کوچ کر گئے تھے۔

جو بات ساحلی علاقوں میں امام المازریؒ کی ولادت کے ثبوت کے لئے مؤید ثابت ہوتی ہے۔ وہ آپ کا انہی علاقوں میں صغر سنی میں حصول تعلیم ہے۔ شیخ عبدالوہاب پاشا آپ کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:۔

---

(۱) مازرہ یا مازارہ تیونس کے شمال میں جزیرہ سسلی کے جنوبی ساحل پر واقع ایک شہر کا نام ہے۔ یہ پہلا شہر ہے جسے اغلبی الفاتح کی فوج نے اپنے قائد اسد بن الفرات کے ہاتھ ربیع الاول ۲۱۲ھ میں فتح کیا۔ یہ شہر جزیرہ میں اسلام کا آخری قلعہ تھا ۴۶۴ھ میں اس کے سقوط کے ساتھ جزیرہ میں اسلامی قیادت کا خاتمہ ہوا۔ کچھ مسلمان وہاں سے ہجرت کر گئے لیکن باقی ساتویں صدی ہجری کے اوائل تک وہیں رہے (بحوالہ مجلۃ لواء الاسلام قاہرہ ۸ جنوری ۱۹۴۹ء)

وفی نظرنا ان المازری نشاء بافریقیۃ، وبہا قرأ وترعرع، وتلقی الدراسۃ العلیا عن سندی المغرب فی وقتہما بلا مدافع، أعنی اباالحسن اللخمی، وعبدالحمید الصائغ وغیرہما من جلۃ العلماء الاعلام[1]

ہماری نظر میں امام المازری کی ولادت افریقہ میں ہوئی۔ وہیں پر آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور وہیں جوان ہوئے۔ اور اعلیٰ مغرب کے دو مشہور اور یگانۂ روزگار علماء ابوالحسن اللخمی اور عبدالحمید الصائغ سے حاصل کی ان دو کے علاوہ دوسرے جید علماء کرام سے بھی استفادہ علمی کیا۔ بعدازاں آپ نے المہدیہ میں سکونت اختیار کی۔ اور یہ اس وقت قیروان کا دارالخلافہ تھا۔ المہدیہ میں آپ نے جامع عبداللہ المہدی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آخر دم تک علم و عرفان کے فروغ میں مشغول رہے۔ آپ علوم متداولہ کے ہر صنف میں کمال رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ مشرق و مغرب میں آپ کی شہرت پھیل گئی۔ اور ہر چہار جانب سے علم دین کے پیاسے آپ کی طرف سیلاب کی طرح اُمڈ آئے۔ آپ کے حلقۂ درس سے سینکڑوں علماء، مجتہدین اور مشاہیر عالم فیض یاب ہو کر نکلے جنہوں نے عالم اسلام میں بالعموم اور افریقہ و مغرب میں بالخصوص علوم اسلامیہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

آپ کے اساتذہ امام المازری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تو بہت سے علماء سے علمی استفادہ کیا۔ لیکن ہم یہاں ان دو علماء کا تذکرہ کریں گے جن کی نظر خاص سے آپ علم کے اعلیٰ مدارج پر پہنچے۔ ان میں سے ایک ابوالحسن اللخمی ہیں اور دوسرے عبدالحمید الصائغ ہیں۔

۱۔ ابوالحسن اللخمیؒ۔ ابوالحسن علی بن محمد الربعی جو اللخمی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے زمانے میں قیروان کے فقہاء کے رئیس تصور کئے جاتے تھے۔ آپ السیوری ابن محرز اور ابو اسحاق تیونسی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے مالکی مسلک کی مشہور کتاب "المدونہ" پر تعلیق لکھی ہے۔ جو تبصرہ کے نام سے آج بھی مشہور و معروف ہے۔ آپ ۴۷۸ھ میں وفات پا گئے۔ اور صفاقس میں دفن ہوئے۔

۲۔ عبدالحمید الصائغ۔ ابومحمد عبدالحمید بن محمد جو ابن الصائغ کے نام سے مشہور ہوئے۔ کبائر ائمہ و علماء قیروان میں سے ہیں۔ پہلے مہدیہ دارالافتاء کے صدر تھے۔ لیکن بعد میں افتاء چھوڑ کر شہر سوس چلے گئے۔ اور وفات تک وہیں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات ۴۸۶ھ میں ہوئی۔ دریا کے کنارے آج بھی آپ کا مزار موجود ہے۔

آپ کے تلامذہ کسی مورخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ ان افریقی رجال کا احاطہ کر سکے جنہوں نے امام المازریؒ سے علمی استفادہ کیا۔ تاہم کتب تاریخ و رجال میں جن کا ذکر موجود ہے ان میں سے چند ایک کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے:۔

---

[1] مجلۃ لواء الاسلام

۱۔ ابن الحداد المہدوی ۔ ابو یحییٰ زکریا ابن الحداد المہدوی جو امام المازریؒ کے بعد المہدیہ کے قاضی اور عالم رہے مشہور مؤلف ہیں ۵۰۰ھ میں وفات پائی۔

۲۔ عبد السلام البرجینی ۔ ابو محمد عبد السلام البرجینی ، ساحلی علاقے پر واقع ایک دیہات البرجین کی طرف نسبت کی بنا پر البرجینی کہلاتے تھے۔ افریقہ کی پہلی دولت موحدیہ کے عہدۂ افتاء پر فائز تھے ۵۳۰ھ کے قریب انہوں نے وفات پائی۔

۳۔ محمد بن تومرت ۔ مغرب کے مشہور وافدین میں سے علم و سیاست کے درخشندہ ستارے وجل المغرب محمد بن عبد اللہ بن تومرت جو دولت موحدیہ کے موسس تھے۔ ۴۸۵ھ میں مغرب اقصیٰ میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر طلب علم میں مشرق کی طرف رخ کیا۔ المہدیہ پہنچے۔ اور وہاں امام کبیر المازریؒ سے علمی استفادہ کیا۔ پھر مصر، شام اور عراق کی طرف چل دیے۔ اور بغداد میں امام غزالی کے حلقۂ درس میں شریک رہے۔ بعدازاں حج ادا کرتے ہوئے مغرب واپس آئے۔ ۵۱۵ھ میں بدعات و منکرات کو ترک کرنے اور شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت لے کر اٹھے۔ آپ کے لئے راستے کھلتے گئے حتیٰ کہ آپ نے مغرب میں بڑی مضبوط حکومت قائم کی۔ جس کو تاریخ "دولت موحدیہ" کے نام سے جانتی ہے۔ ۵۲۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے علم و تقویٰ کے لحاظ سے ممتاز رکھتے تھے۔

۴۔ ابن العربی الاشبیلی ۔ امام متبحر ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن محمد جو ابن العربی الاشبیلی کے نام سے مشہور ہوئے اندلس کے علماء کبار میں سے ہیں۔ ۴۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۴۸۵ھ میں اپنے والد کے ساتھ طلب علم میں مشرق کی طرف چل دیے۔ المہدیہ میں امام المازریؒ سے ملاقات ہوئی اور امام موصوف سے بہت کچھ اخذ کیا۔ اپنے سفرنامے میں ان کی خوب ثنا خوانی کی ہے۔ بعدازاں مختلف بلاد مشرق کے چکر کاٹے۔ اسی سفر کے دوران امام غزالی سے ملاقات ہوئی اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ پھر اندلس واپس ہوئے اور آخر دم تک درس و تدریس اور تالیف کتب میں معروف رہے ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔

۵۔ علی بن صاعد ۔ قراء اندلس کے امام تصور کئے جاتے ہیں حج ادا کرنے کے بعد المہدیہ چلے گئے۔ اور امام مازری سے اخذ کیا۔ امام موصوف نے اپنی تالیفات و روایات کی اجازت دے دی۔ پھر اپنے ملک واپس ہو کر شلب کے قضاء پر فائز ہوئے ۵۴۷ھ میں وفات پائی [۱]

ان کے علاوہ جید علماء اسلام کا ایک بڑا گروہ جو آپ کا ہمعصر تھا بذریعہ مراسلت آپ سے اخذ و استفادہ کیا کرتا تھا اور آپ سے اجازہ طلب کرتا تھا۔ ان علماء میں صغیر العصر فیلسوف اسلام علامہ ابن رشد قاضی عیاض السبتی

---

[۱] بحوالہ مجلۃ لواء الاسلام جنوری ۱۹۴۹ء قاہرہ

ابن فرس، محدث ابن ابی جمرہ، ابوبکر بن ابی العیش، ابن الحاج جیسی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔

امام صاحب شاگردوں کی نظر میں | کتب رجال امام موصوف کے بارے میں ایک حکایت ذکر کرتی ہیں جس سے یہ اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آپ سے استفادہ کرنے والوں کے دل میں آپ کی جلالت علمی اور عالی مرتبت کا کیا نقشہ تھا۔ ابن القاضی[1] اور المقری[2] نے ذکر کیا ہے۔

بعض اندلسی طلبا المہدیہ میں امام صاحب کے درس میں آئے تاکہ آپ کی تلمذ کا شرف حاصل کر سکیں۔ امام موصوف ایک دن مجلس میں تشریف فرما ہیں کہ اتفاق سے سورج کی ایک شعاع روشن دان سے گذر کر شیخ کے پاؤں پر پڑ رہی تھی۔ تو امام صاحب نے فرمایا ھذا شعاع منعکس" ایک طالب علم کو یہ بات پسند آئی اور اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے ؎

ھذا شعاع منعکس — لعلۃ لا تلتبس
لما رأك عنصراً — من کل علم ینبجس
اتی یمد ساعداً — من نور علم یقتبس

"یہ شعاع منعکس ہے جس کی وجہ بلاشبہ یہی ہے کہ اس نے تجھے علم کا مخزن[3] اور خود کو اس سے کورا پایا۔ اس لئے وہ تیرے پاس ہاتھ پھیلائے نور علم کا طالب بن کر آیا ہے۔"

اندلس کے ادبا، اور امام صاحب | علامہ صفدی نے حکایت کی ہے کہ اندلس کے بعض ادیبوں نے امام المازری کو المہدیہ خط لکھا جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر جواب چاہا۔

ربما عالج القوافی رجال — تلتوی تارۃ لھم وتلین
طاوعتھم عین وعین وعین — وعصتھم نون و نون و نون
فابن لنا ما طاوعھم وما عصاھم

بالآخر ادبا نے قوافی کا علاج ڈھونڈ ہی لیا جو کبھی تو ان کے لئے پیچیدگی کا باعث بنتے تھے اور کبھی آسان ہو جاتے۔
(لفظ) عین، عین اور عین نے ان کی اطاعت کی جب کہ نون، نون اور نون نے ان کی خلاف ورزی کی۔
پس آپ ہمارے لئے ان کلمات کی نشان دہی کریں جنہوں نے ان کی اطاعت کی اور جنہوں نے ان کی خلاف ورزی کی۔

---

[1] کتاب درۃ الحجال فی سرۃ اسماء الرجال لاحمد ابن القاضی ج ا ص ۱۳۵ مطبوعہ رباط
[2] ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض لابی العباس احمد المقری مؤلف نفح الطیب
[3] ملاحظہ ہو زیر لفظ عنصر ڈکشنری آف ماڈرن ریٹن عربک۔ ہانز ویر۔ مطبوعہ بیروت

امام صاحب کی جانب سے اس سوال کا جواب یہ تھا۔

طاوعصم العجمۃ، والعیّ والعجز

دعصاھم اللسان، والجنان والبیان[1]

لفظ "العجمۃ" (گونگاپن) "العیّ" (لاجواب ہونا) اور "العجز" (عاجز ہونا) نے ان کی اطاعت کی۔ اور "اللسان" (زبان) "الجنان" (احساس قلب) اور "البیان" (بیان) نے خلاف ورزی کی۔ آپ کا یہ جواب پا کر اندلس کے ادبا پر آپ کی علمی عظمت کے قائل ہو گئے۔

امام المازری کی شہرت علمی پورے افریقہ اور مغرب کے سارے علاقوں میں پھیل گئی۔ شمال میں اندلس تک اور مشرق میں دور دراز عربی ممالک تک آپ کی شہرت پھیلتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو علمی حلقوں کی طرف سے "امام" کا لقب دیا گیا۔ یہ لقب آپ کے نام کے ساتھ ایسے پیوست ہوا کہ نہ اسے آپ کے نام سے جدا کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے بغیر آپ کو پہچانا جا سکتا ہے۔

امام صاحب کا خواب | آپ کے لقب "الامام" کے بارے میں ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ چنانچہ ابن فرحون لکھتے ہیں۔ " ویحکی عنہ (ای المازری) انہ رأی فی ذلک رؤیا۔ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ: یارسول اللہ احق مایدعوننی بہ انہم یدعوننی بالامام؟ فقال لہ وسّع اللہ صدرک للفتیا[2]

امام المازری کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس (لقب امام کے) بارے میں خواب دیکھا۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! لوگ اپنی رائے میں مجھے امام کے نام سے پکارتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سینے کو فتاویٰ کے لئے کشادہ فرمائے۔ یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ امام موصوف اپنے ہم عصروں میں اپنی وسعت علمی اور فتاویٰ میں رسوخ کی وجہ سے کس قدر شہرت رکھتے تھے۔

فتاویٰ میں امام صاحب کا احتیاط | مورخین اور روایت اخبار میں اس بات پر متفق ہیں کہ امام المازری افریقی شیوخ میں سے آخری محقق عالم تھے اور بلاشبہ اجتہاد کے درجے تک پہنچ چکے تھے۔ علماء اعلام کے شایان شان تواضع کے مالک تھے۔ آپ کی زندگی اصحاب مذاہب سے ملتی جلتی ہے فتاویٰ صادر کرتے وقت آپ بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے کبھی اپنے ذاتی وقار کا خیال نہیں رکھا اور ایسے تمام فتووں سے آپ اجتناب کرتے رہے جن کے صدور سے فتنوں کے پیدا ہونے کا ذرہ بھی اندیشہ ہو۔ ہو سکتا تھا الونشریسی اپنی مشہور کتاب "المعیار"

---

[1] الغیث المنسجم للصفدی (۲) الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب لابن فرحون ص ۲۷۹ مطبوعہ مصر ۱۳۲۹ھ

میں آپ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس سلسلے میں کتنے محتاط تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

وقد قال الامام المازری رحمہ اللہ - بعد ان شھد لہ اھل زمانہ بوصولہ الی درجۃ الاجتہاد وما قارب رتبتہ : وما افتیت قط بغیر المشھور ولا افتی بہ وذلک ورعا منہ

اور المازری نے فرمایا - جب کہ دنیا آپ کے درجہ اجتہاد تک پہنچ جائے اور رتبہ علیا پر فائز ہونے کی شہادت دے چکی تھی - اور میں نے کبھی بھی غیر مشہور مسائل کے بارے میں فتویٰ نہیں دیا - اور نہ آئندہ دوں گا - یہ آپ کا تقویٰ تھا - آپ نے فساد اور فتنوں کا سدباب کرنے اور جہلا کے امور دین میں فتویٰ صادر کرنے کی دیدہ دلیری کو روکنے کی غرض سے غیر مشہور مسائل کے بارے میں اپنے آپ پر یہ پابندی لگا دی تھی - الونشریسی معیار میں مزید آپ کا قول یوں نقل کرتے ہیں -

"ولست احمل الناس علی غیر المشھور من قول العلماء لان الورع قل بل کاد یعدم - والتحفظ علی الدیانات کذلک وکثرت الشھوات وکثر من یدعی العلم والتجاسر علی الفتوی ولو فتح لھولاء باب فی مخالفۃ المشھور من المذھب لا تسع الخرق علی الواقع وھتکوا حجاب ھیبۃ الدین وھذا من المفسدات التی لا اخفاء فیہا"

اور میں لوگوں کو علماء کے اقوال میں سے غیر مشہور (مختلف فیہ) مسائل پر بحث کرنے کی ترغیب نہیں دیتا کیونکہ تقویٰ کم ہو گیا ہے - بلکہ معدوم ہو رہا ہے - اور یہی حال دینی مسائل کے تحفظ کا ہے - خواہشات کی کثرت ہو گئی ہے - مدعیان علم اور فتویٰ کی جرأت کرنے والوں کی بہتات ہے - اگر ان لوگوں کے لئے مذہب کے مشہور اور متفق علیہ مسائل کی مخالفت کا دروازہ کھول دیا جائے - تو یہ ایک ایسا نقصان ہو گا - جس کی تلافی ممکن نہیں - یہ لوگ تو دین کی ہیبت اور رعب و جلال کے حجاب کو تار تار کر دیں گے - اور یہ ایسے مفاسد ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں -

امام صاحب کے بارے میں علماء کی رائے قاضی ابوالفضل عیاض آپ کے بارے میں لکھتے ہیں -

ھو امام بلاد افریقیۃ وما وراءھا من المغرب وآخر المشتغلین من شیوخ افریقیۃ بتحقیق الفقہ وممن بلغ فیہ رتبۃ الاجتہاد ودقۃ النظر، لم یکن فی عصرہ للمالکیۃ فی اقطار الارض افقہ منہ ولا اقوی لمذھبھم - وسمع الحدیث وطالع معانیہ - واطلع علی علوم کثیرۃ من الطب والحساب والآداب وغیر ذلک فکان احد رجال الکمال فی العلم فی وقتہ وکان حسن الخلق ملیح المجلس انیسہ کثیر الحکایۃ وانشاد قطع الشعر - وکان قلمہ فی العلم ابلغ من لسانہ - کتب الی من المھدیۃ بجیز فی کتابہ المسمی بالمعلم فی شرح مسلم وغیرہ من توالیفہ -

وہ المغرب[1] اور بلاد افریقیہ کے امام ہیں۔ افریقہ کے مشائخ علماء میں سے آخری عالم ہیں جو فقہ کی تحقیق میں مشغول رہے اور اس میں رتبہ اجتہاد کو پہنچے۔ اس زمانے میں مالکی مذہب ماننے والوں کے لئے پورے عالم میں آپ نے حدیث کو سنا اور اس کے معانی کو سمجھا۔ اور طب، ریاضی، ادب اور دوسرے بہت سے علوم کو حاصل کیا حتیٰ کہ اپنے دور میں علم کے لحاظ سے درجہ کمال کو پہنچے۔ شائستہ خو تھے اور مجلس کو خوشگوار بنانے والے تھے۔ حکایات اور شعری قطعات کثرت سے بیان کرتے تھے۔ علم میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ المہدیہ سے مجھے اپنی کتاب "المعلم فی شرح مسلم" اور دوسری تالیفات کی تحریری اجازت بھیجی۔

ابن فرحون قاضی عیاض کے قول کا اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کان احد رجال الکمال فی وقتہ فی العلم، والیہ کان یفزع فی الفتوٰی، وکان رحمہ اللہ تعالیٰ حسن الخلق ملیح المجلس، انیسہ کثیر الحکایات والنشاد قطع الشعر، وکان قلمہ فی العلم ابلغ من لسانہ لم یکن فی عصر للمالکیۃ فی اقطار الارض فقہ منہ ولا اقوم لمذہبہم[2]۔

آپ اس زمانے کی علمی دنیا میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے اشخاص میں سے ایک تھے۔ اور فتوٰی میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ خوش خلق اور مجلس آرا تھے۔ حکایات اور شعری قطعات بکثرت بیان کیا کرتے تھے اور علمی مسائل میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ مالکیوں کے لئے اس زمانے میں آپ سے زیادہ فقیہ اور مذہب میں کوئی نہیں تھا۔

قاضی القضاۃ ابن خلکان نے لکھا۔

ھو احد الاعلام المشار الیہم فی حفظ الحدیث والکلام علیہ ......
وکان فاضلا متفننا[3]

اور آپ (امام المازری) حفظ حدیث اور اس پر کلام کرنے میں مذکورہ بالا علماء اعلام میں سے ایک تھے۔ اور آپ جامع عالم تھے۔

ابو العباس مقری نے کہا۔

الامام المجتہد ابو عبد اللہ المازری، عمدۃ النظار، ومحور الامصار، المشہور فی الآفاق والاقطار حبی عد فی المذہب اماماً اذ ملک من مسائلہ زماماً ..... الخ[4]

---

[1] بلاد المغرب افریقہ کے شمال میں اور مصر کے مغرب میں واقع ممالک لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش وغیرہ کو کہا جاتا ہے (المعجم الوسط)

[2] الدیباج المذہب ص ۲۸۰ [3] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۴۸۶ [4] ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض" (ابی العباس احمد المقری کی اس کتاب کا قلمی نسخہ عبدالوہاب پاشا کے مکتبے میں موجود ہے) بحوالہ لواء الاسلام قاہرہ مارچ ۱۹۴۹ء۔